

زندگی بعد رمضان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السَّلَامِ كَمَا فَتَرْنَا فِي السَّلَامِ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ

وقال اللہ تعالیٰ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ. صدق اللہ العظیم

ساری تعریف حمد و ستائش اللہ رب العالمین کے لئے سزاوار ہے، ہزاروں درود و سلام ہوں اللہ کے نبیوں پر بالخصوص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جن کے ذریعہ سے ہمیں ایمان کی نعمت ملی اور قرآن جیسی نعمت حاصل ہوئی ہے۔

برادران اسلام! ابھی ہم نے رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ سے گزرنے کے بعد عید الفطر منائی ہے۔ رمضان کریم نے ہمیں روزوں کے ذریعہ قیام اللیل کے ذریعہ انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعہ نیکی کے کاموں میں سرگرمی، تلاوت قرآن، ذکر اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے لو لگانے، اس کی محبت کو دل میں جگانے اور اطاعت و فرما برداری کا ایک مضبوط تعلق قائم کرنے کا خوب موقع فراہم کیا۔ یہ وہ

مہینہ تھا جس میں اللہ کا دریائے کرم جوش پر تھا اور اس کی رحمت کی گھٹائیں جھوم جھوم کر برس رہی تھیں۔ ہمارے مرد و خواتین، جوان بوڑھے، بچے سبھی دین کی طرف متوجہ تھے۔ مساجد آباد تھیں اور نیکی و بھلائی کے کاموں کی طرف رغبت کا ایک عام ماحول تھا لیکن رمضان کے جانے کے بعد اب یہ ماحول سونا سونا سا ہونے لگا ہے۔ مساجد میں مصلیوں کی تعداد کم ہو گئی ہے اور نیکی اور خیر کے کاموں کی طرف میلان گھٹتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ برادران اسلام ایسا کیوں ہوتا ہے کہ رمضان کی دینداری رمضان کے ساتھ ہی غائب ہو جاتی ہے۔ آج کے جمعہ کے خطبہ میں ہم انشاء اللہ اسی اہم سوال پر غور کریں گے۔ یہ دیکھیں گے کہ رمضان کے بعد ہماری زندگی کیسی ہے اور حقیقت میں کیسی ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے رمضان کی شکل میں جو عظیم تحفہ امت کو دیا ہے وہ اپنے دامن میں بہت سی خصوصیات رکھتا ہے۔ یہ مہینہ اس لئے نہیں آیا تھا کہ تم بھوکے پیاسے رہ کر جیسے تیسے 30 دن کی مدت مکمل کر لو اور پھر شاندار لباس زیب تن کر کے عید کی خوشیوں میں ایسے ڈوب جاؤ کہ روزوں کا سبق یاد نہ رہے۔ رمضان اس لئے نہیں آیا تھا کہ تم کو خواہ مخواہ بھوک پیاس کی مشقت میں مبتلا کرے اور تمہارے آرام و راحت کے

اوقات میں خلل ڈالے۔ رمضان اس لئے بھی نہیں آیا تھا کہ تم ایک مہینہ کے لئے عبادت گزار بن جاؤ اور چند دنوں کے لئے تمہارا تعلق قرآن سے جڑ جائے اور اس کے بعد تم اسے ترک کر دو۔ نہیں! بلکہ رمضان تو اس لئے آیا تھا کہ تمہارے اندر روزوں کے ذریعہ تقویٰ کی

صفت پیدا کرے جو ہر نیکی کی جڑ ہے۔ رمضان اس لئے آیا تھا کہ نمازوں اور قیام اللیل کے ذریعہ تمہارے دل کے اندر اللہ کی محبت پیدا کرے اور اللہ سے تمہاری بندگی اور اطاعت کا مضبوط رشتہ قائم ہو جائے۔ رمضان تمہاری زندگیوں کو سنوارے اور نکھارے کے لئے

آیا تھا۔ وہ تمہاری روحانی بیماریوں اور اخلاقی خرابیوں کا علاج کرنے کے لئے آیا تھا۔ وہ ہر طرح کی تاریکیوں اور ظلمتوں سے نکال کر روشنی میں لانے کے لئے آیا تھا۔ لڑائی جھگڑے، حسد، کینہ، کپٹ، گالی گلوچ، عیب چینیاں، دشمنیاں، زیادتیاں، دست دازیاں، غیبتیں اور چغلی

خوریاں، یہ سب تمہاری زندگی کے بدبٹھا داغ اور دھبے ہیں، رمضان اس لئے آیا تھا کہ ان سارے گھناؤنے دھبوں کو دھو ڈالے۔ وہ اس

لئے آیا تھا کہ تمہارے دل سے مال کی محبت کو نکال کر اللہ کی محبت کو بسائے۔ رمضان اس لئے آیا تھا کہ تم سماج کے غریب و مخلص طبقہ کے درد کو اپنے دل میں محسوس کرو، روزوں کی بھوک سے تمہیں تجربہ ہو چکا ہے کہ بھوک کی بھوک کیا ہوتی ہے۔ رمضان اس لئے آیا تھا کہ تم دکھی انسانوں کی ضرورتوں کو سمجھو، انہیں گلے لگاؤ، ان کا غم بانٹ لو اور خوشیاں تقسیم کرو۔ رمضان تمہیں یہ سمجھانے کے لئے آیا تھا کہ تمہارے سارے مسائل کا حل شریعت سے وابستگی میں مضمر ہے۔ تمہیں ادھر ادھر دیکھنے اور ٹھوکریں کھاتے پھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے پاس رب کا مضبوط سہارا موجود ہے۔ ایک ایسا سہارا جس کے ہوتے ہوئے کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں نہ غیر اللہ کی بے سہارگی کی ضرورت ہے نہ اللہ کے باغیوں سے خوف کھانے اور باطل پرستوں سے امیدیں باندھنے کی ضرورت ہے۔ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگیں بھی لڑیں تھیں۔ کفر و اسلام کے درمیان فیصلہ کن لڑائی، غزوہ بدر اسی مہینہ میں لڑی گئی تھی اور تاریخ اسلام کا عظیم واقعہ فتح مکہ بھی اسی ماہ مقدس کی یادگار ہے۔ یہ عظیم معرکہ جنہیں رمضان سے ایک نسبت ہے، تمہیں یاد دلاتے ہیں کہ تم رسول اللہ کی فوج کے سپاہی ہو اور اپنے زمانے کی حق و باطل کی کشمکش میں تمہارا کردار ایک خاموش تماشائی کا نہیں ہو سکتا۔ رمضان اس لئے آیا تھا کہ تم دین سے غفلت اور بے نیازی چھوڑ دو۔ رمضان اس لئے آیا تھا کہ تم اپنے نفس کا تزکیہ کرو۔ اسے پاک و صاف کر کے قلب مطمئنہ کی دولت حاصل کر لو۔ رمضان جاتے جاتے تمہیں یہ پیغام دے کر گیا ہے کہ ایک امت بن کر رہو۔ فرقہ فریقہ مت ہو جاؤ۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اللہ کی رسی قرآن ہے۔ قرآن کو پڑھو، سمجھو، اس پر عمل کرو اور دنیا کو اس کی دعوت دو۔ رسول اللہ کے اسوہ سے بہتر تمہارے لئے کوئی اسوہ نہیں ہو سکتا۔ مسلمانو! مسلمان بن جاؤ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ

اے ایمان لانے والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے راستہ کی پیروی مت کرو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

دین کو پورے طور پر قبول کرو۔ ایک آدھ عمل پر اکتفا تمہیں کامل ایمان والا نہیں بنائے گا۔ تمہیں جزوی مسلمان بننا نہیں ہے۔ پورا مسلمان بننا ہے۔ تم صرف ایک مہینہ کے لئے اللہ کے بندے نہیں تھے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ اللہ صرف ایک مہینہ کے لئے تمہارا رب تھا۔ رمضان میں تم جس رب کی بندگی کر رہے تھے وہ رمضان کے بعد بھی موجود ہے اور چاہتا ہے کہ تمہاری ساری زندگی اس کی بندگی بن جائے۔ اور تم اللہ سے ڈرتے ہوئے اس طرح اللہ کی دی ہوئی زندگی کو گزارو کہ موت، ایمان کی ہی حالت میں آئے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا کہ حق ہے ڈرنے کا، تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

یہ تقویٰ ہی ہے جو روزوں کا حاصل تھا۔ تقویٰ دراصل خدا کے خوف اور خدا کی محبت سے پیدا ہونے والی ایک کیفیت کا نام ہے جو تمام اعمال خیر کا حقیقی محرک اور تمام اعمال بد سے باز رکھنے والا ایک طاقتور جذبہ ہے۔ یہ تقویٰ ہی مومن کو ہر طرح کی نافرمانی سے روکتا ہے اور اطاعت و فرمانبرداری کی شاہراہ پر دوڑنے کی طاقت بخشتا ہے۔ اور یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ زندگی جیسی ہوگی موت بھی ویسی ہی آئے گی۔ اگر تم اللہ کا خوف کرتے ہوئے اور قدم قدم پر اس کا لحاظ کرتے ہوئے زندگی گزارو گے تو یقیناً موت حالت ایمان میں ہی آئے گی۔

برادران اسلام! تم نے دیکھا کہ رمضان کس تیزی سے آیا اور کس تیزی سے چلا گیا۔ ہماری زندگی کے ماہ و سال بھی بہت تیزی سے گزر

رہے ہیں۔ کتنے ہی رمضان ہماری زندگیوں میں آئے اور چلے گئے۔ سوال یہ ہے کہ ان رمضانوں سے ہمیں کیا ملا۔ کیا ہماری زندگی پہلے سے کچھ بہتر ہوئی ہے۔ یا وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی سواب بھی ہے۔ اس سوال پر خوب غور کرو کہ رمضان تمہیں کیا دے کر جا رہا ہے۔ تمہاری زندگی پر رمضان کے کیا اثرات پڑے؟۔ رمضان سے جو اثر تم نے قبول کیا اور تربیت پائی ہے، کیا اس کا اثر اور فائدہ باقی 11 مہینوں میں بھی برقرار رہے گا یا نہیں۔ یاد رکھو! نبی کریمؐ نے جبریل امینؑ کی اس بددعا پر آمین کہا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جو رمضان کو پائے اور اس کے ذریعہ اپنی مغفرت کا سامان نہ کرے۔ اگر خدا نخواستہ ہم رمضان سے اپنی مغفرت نہ کرا سکتے تو خدا کی قسم اس سے بڑا خسارہ کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس ماہ مبارک کی آمد کے ساتھ ہی اس کی رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹنے میں لگ گئے اور جن کے دلوں میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوئی اور جو قرآن سے جڑ گئے۔ ہم میں وہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں جنہیں رمضان کے فیوض سے بہت کم حصہ ملا ہو۔ یا جنہیں کچھ بھی نہ ملا ہو۔ میرے عزیز اسلامی بھائیو! امت کے دین سے تعلق کی ایک تصویر تو وہ ہے جو ہمیں مساجد میں نظر آتی ہے۔ لیکن ایک تصویر وہ بھی ہے جو گلی کوچہ اور بازار میں نظر آتی ہے۔ آپ نے بھی محسوس کیا ہوگا کہ آج ہماری اکثریت انہی لوگوں کی ہے جنہوں نے رمضان المبارک کی قدر ہی نہیں پہچانی۔ جنہیں یہ احساس چھو کر بھی نہیں گذرا کہ خدا کی کیسی زبردست نعمت آئی اور ہاتھ سے نکل گئی۔ بہت سوں پر صد فیصد غفلت و مدہوشی کا خمار طاری رہا۔ جنہوں نے نہ روزے رکھے نہ مسجدوں کا رخ کیا۔ کچھ لوگوں نے روزے رکھے اور نمازیں بھی پڑھیں مگر اس سے آگے وہ کچھ نہ کر سکے۔ انہوں نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت نہیں کی کہ آخر روزوں کا مقصد کیا ہے؟ روزوں کی روح کیا ہے۔ وہ ایک بندہ مومن کو کیا بنانے اور کیا پیغام دینے کے لئے آتے ہیں۔ وہ زندگیوں میں کیا تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں اور کیا انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کس طرح کی فکر اور کس طرح کا مزاج بنا چاہتے ہیں۔ وہ کیسی بے چینی، بے تابی، تڑپ، جذبہ اور ولولہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے جن لوگوں کا رمضان اس طرح کی غفلت میں گزر رہا ہے انہیں ذائقہ دار غذاؤں کی لذت اور دل کو لہانے والی تفریح کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگوں کو اس تلقین کی ضرورت ہے وہ بے پناہ معاف کر دینے والے رب غفور کی بارگاہ میں فوری پلٹ آئیں۔ ندامت کے آنسوؤں سے اپنے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کریں اور آئندہ زندگی اللہ اور رسولؐ کی فرما برداری میں گزارنے کا عزم کریں۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے رمضان سے بہت کچھ یا کچھ کم یا بہت کم حاصل کیا ہے وہ اس بات کا اہتمام کریں جو کچھ بھی ملا ہے وہ باقی گیا رہ مہینوں میں نہ صرف برقرار رہے بلکہ اس میں اضافہ اور ترقی ہو۔

برادران اسلام! ذرا اس مثال پر غور کرو کہ ایک باپ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تمہیں کار چلانی ہے۔ ایک مہینہ کا ٹریننگ کورس مکمل کر لو اور جب کورس مکمل ہو گیا تو باپ نے بیٹے سے کہا کہ وہ کار چلائے۔ لیکن جوں ہی وہ کار لے کر نکلا، کسی کو ٹکڑے ماری۔ اب کیا باپ اس سے یہ نہ پوچھے گا کہ تو نے یہ کس طرح کی ٹریننگ حاصل کی؟ تو نے ٹریننگ حاصل کی بھی یا نہیں؟۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ ایک ماہ کی مکمل ٹریننگ کوئی ایک ہی دن میں بھول جائے۔ بھائیو! اس مثال کی روشنی میں اپنی حالت پر غور کرو۔ تم نے رمضان المبارک میں پورے ایک ماہ تک ایمانی تربیت حاصل کی، تقویٰ اور پرہیزگاری کے سبق لئے اور نمازوں کی پابندی کی۔ لیکن یہ کیا، رمضان کے رخصت ہوتے ہی شوال کے چاند کے ساتھ ہی سب کچھ بھلا دیا اور رمضان کے تمام معاملات ترک کر بیٹھے۔ اب نہ قرآن سے شغف ہے نہ نمازوں سے دلچسپی، تو اس سوال کا پیدا ہونا لازمی ہے کہ تم نے یہ کس طرح کی ٹریننگ حاصل کی کہ ٹریننگ مکمل ہوتے ہی سب کچھ بھول بیٹھے اور نرے نکلے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ رمضان بھر میں تقریباً 360 گھنٹے خدا کی عبادت کے بعد شوال کی پہلی ہی تاریخ کو اس عبادت کے اثرات کا فوراً ہوجائیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تم روزے کے اصل مقصد کو سمجھتے اور مہینہ بھر خدا کے خوف اور اس کی محبت میں اپنے نفس کو خواہشات سے روکنے اور خدا کی خوشنودی کے مطابق رکھنے کی جو مشق کی ہے، اس سے کام لیتے۔ اگر ایسا کئے ہوتے تو ضرور روزوں کا فائدہ حاصل ہوا

ہوتا۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ روزے کوئی طلسم نہیں ہیں کہ بس ان کی ظاہری شکل پوری کر دینے سے تم کو وہ فائدے حاصل ہو جائیں گے جو روزوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ غذا کا فائدہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ تغذیہ بخش ہو اور اسے اچھی طرح چبا کر ہضم کیا جائے لیکن اگر کوئی غذا لیتے ہی انگلیاں ڈال کر قے کر دے اور یہ امید رکھے کہ غذا سے فائدہ ہوگا تو اس سے بڑا نادان کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر ہم روزے سے حاصل ہونے والی پھیزگاری کو روزہ کھولتے ہی اگل دیں یا رمضان کے رخصت ہوتے ہی ان تمام صفات کو نکال پھینکیں جو روزے سے پیدا ہوئی تھیں تو ہمیں اس کا فائدہ کیونکر ہو سکتا ہے؟۔ آدمی جب تک روزے کے مقصد کو پوری طرح نہ سمجھے اور اپنے دل و دماغ میں پوری طرح نہ اتارے اور اسے اپنی نیت، ارادے اور عمل، سب پر حاوی نہ رکھے، اسے روزوں کا مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے کا حکم دینے کے بعد فرمایا لعلمکم تقون۔

یعنی تم پر روزے فرض کئے گئے شائد کہ تم متقی بن جاؤ۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اس سے ضرورتاً متقی بن جاؤ گے۔ اس لئے کہ روزے کا نتیجہ تو آدمی کی سوجھ بوجھ اور اس کی نیت و ارادے پر منحصر ہے جو اس کے مقصد کو ہی نہ سمجھے اس سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ روزوں کا فائدہ اسے حاصل ہوگا۔

عزیز بھائیو! ایمان، اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کا حق اسی وقت ادا ہو سکتا ہے جب ہم شعور والی زندگی گزاریں۔ یہ شعور ہمیں اللہ کی کتاب قرآن مجید سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ یہی رمضان کا پیغام بھی ہے۔ اگر ہم اس کتاب انقلاب سے اپنا مضبوط تعلق جوڑ لیں گے تو ہماری ساری کمیاں دور ہو جائیں گی۔ ساری باتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ ہم اپنی زندگی میں تقویٰ اختیار کریں اور قرآن مجید کو تمام لیں۔

اگر آپ نے ابھی تک قرآن شریف سمجھ کر پڑھنے کی کوشش نہیں کی ہے تو آج یہ فیصلہ کریں کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھیں گے اور اسے روز کا معمول بنائیں گے۔ اسی کتاب سے آپ کو دین کا شعور حاصل ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کا جذبہ پیدا ہوگا اور دین کے تقاضوں کو پورا کرنے کی تحریک ملے گی۔ اس طرح توقع ہے کہ آپ زندگی کا سفر صحیح سمت میں جاری رکھ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل اور مہلت عمل عطا کرے۔ وما علینا الا البلاغ۔ و آخر الدعوان ان الحمد للہ رب العالمین